فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جانور کو ذبح کرنے کے لیے فائر مارا جاتا ہے، تا کہ جانور با آسانی ذبح کیا جا سکے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا ہرگز جائز نہیں، یہ جانور کو بلاوجہ تکلیف دینا ہے، جانور کے ساتھ احسان کا حکم دیا گیا ہے، یہ احسان کے منافی ہے، نیز یہ جھٹکے کے مشابہ ہے۔

سوال: قبر کے اندر شجرہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبر کے اندر شجرہ رکھنا بدعت ہے۔ اس کا میت کو کوئی فائدہ نہیں۔ اصل تو عقائد و اعمال ہیں، اگر عقائد فاسد ہیں یا عمل صحیح نہیں، تو شجرہ کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

سوال: کیا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث نہیں تھے؟

جواب: کسی نبی کی جائیداد کا وارث نہیں تھا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا متروکہ مال صدقہ ہوتا تھا، ان کے وارثوں میں تقسیم نہیں ہوتا۔

❀ متواتر حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ .

''ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہمارا متروکہ مال صدقہ ہوتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 6727، صحيح مسلم :1761، عن أبي هريرة)

❀ علامہ قاضی ابوالولید باجی رحمہ اللہ (۴۷۴ھ) فرماتے ہیں:

الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ أَنَّ هٰذَا حُكْمُ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

''اہل سنت کا اجماع ہے کہ یہ حکم تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ہے۔''

(المُنتقی شرح الموطأ : 317/7)

سوال: علم کلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: علم کلام باطل علم ہے۔ اسے علم نبوت کو رد کرنے کے لیے وضع کیا گیا۔ اس کی وجہ سے متکلمین نے توحید باری تعالیٰ میں بگاڑ پیدا کیا، شریعت کی نصوص کے غلط معانی ومفاہیم پیش کیے، پوری شریعت کو مجاز اور تاویل کی بھینٹ چڑھایا۔

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ عُلَمَاءُ السَّلَفِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ وَالْخُصُومَاتِ فِي الصِّفَاتِ، وَعَلَى الزَّجْرِ عَنِ الْخَوْضِ فِي عِلْمِ الْكَلَامِ وَتَعَلُّمِهِ.

''اہل سنت کے علمائے سلف کا اتفاق ہے کہ صفات باری تعالیٰ میں جھگڑنا ممنوع ہے، نیز علم کلام میں غور وخوض کرنا اور اسے سیکھنا مذموم ہے۔''

(شرح السّنة :216/1)

سوال: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) کی ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' علمی شہ کار ہے۔ اسے علوم وفنون کا خزینہ وگنجینہ کہہ دیں، تو مبالغہ نہیں۔ یہ ایک بے مثال شرح ہے۔ اس میں پہلوں اور بعد والوں کا علم جمع کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حدیث اور علوم

حدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ شرح صحیح بخاری میں صرف کیا۔

❀ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَنِّفْ أَحَدٌ فِي الْأَوَّلِينَ وَلَا فِي الْآخِرِينَ مِثْلَهٗ .

''پہلوں اور بعد والوں میں سے کسی نے ایسی شرح نہیں لکھی۔''

(طَبَقات الحُفّاظ، ص 552)

سوال: امام بخاری رحمہ اللہ نے احادیث کے ساتھ ساتھ آثار صحابہ و تابعین ذکر کیے ہیں، مقصد کیا تھا؟

جواب: امام بخاری رحمہ اللہ اُمت کو سبیل مؤمنین پر گامزن کرنا چاہتے تھے، اس لیے صحابہ و تابعین کے علم کو پیش کیا، تاکہ شرعی نصوص کو فہم صحابہ و محدثین پر سمجھا جا سکے۔ روایت اور درایت کو یکساں جمع کر کے اُمت کے لیے آسانی کر دی۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ أَصْلُ مَوْضُوعِهٖ إِيرَادَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ فَإِنَّ أَكْثَرَ الْعُلَمَاءِ فَهِمُوا مِنْ إِيرَادِهٖ أَقْوَالَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَفُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ أَنَّ مَقْصُودَهٗ أَنْ يَكُونَ كِتَابُهٗ جَامِعًا لِلرِّوَايَةِ وَالدِّرَايَةِ وَمِنْ جُمْلَةِ الدِّرَايَةِ شَرْحُ غَرِيبِ الْحَدِيثِ وَجَرَتْ عَادَتُهٗ أَنَّ الْحَدِيثَ إِذَا وَرَدَتْ فِيهِ لَفْظَةٌ غَرِيبَةٌ وَقَعَتْ أَوْ أَصْلُهَا أَوْ نَظِيرُهٗ فِي الْقُرْآنِ أَنْ يَشْرَحَ اللَّفْظَةَ الْقُرْآنِيَّةَ فَيُفِيدُ تَفْسِيرَ

الْقُرْآنِ وَتَفْسِيرَ الْحَدِيثِ مَعًا .

''اگرچہ صحیح بخاری کا اصل موضوع احادیث صحیحہ ذکر کرنا ہے، مگر اکثر اہل علم یہی سمجھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا کتاب میں صحابہ، تابعین اور فقہائے امصار کے اقوال نقل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی کتاب میں روایت اور درایت دونوں جمع ہو جائیں۔ غریب الحدیث کی شرح بھی درایت حدیث کا حصہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ جب کسی حدیث میں غریب لفظ وارد ہوں یا اس کی اصل یا نظیر قرآن کریم میں آئی ہو، تو اس قرآنی لفظ کی شرح کر دیتے ہیں، یوں قرآن اور حدیث کی یکساں تفسیر ہو جاتی ہے۔''

(فتح الباري : 366/6)

سوال: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تفسیری روایات، جو ابوجعفر عن ربیع بن انس عن ابی العالیہ کی سند سے آتی ہیں، کا کیا حکم ہے؟

جواب: صحیح ہیں، کیونکہ یہ روایات نسخہ سے ہیں، نہ کہ ابوجعفر اور ربیع بن انس نے حافظہ سے بیان کی ہیں۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَعَنْهُ نُسْخَةٌ كَبِيرَةٌ يَرْوِيهَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْهُ .

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایک بڑا نسخہ مروی ہے، جو ان سے ابوجعفر رازی عن ربیع بن انس عن ابی العالیہ کی سند سے روایت کیا گیا ہے۔''

(الإتقان في علوم القرآن : 240/4)

(سوال): کیا ابو طالب (عبد مناف) نے ایمان قبول کیا تھا؟

(جواب): قرآن، حدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے کہ ابو طالب نے ایمان قبول نہیں کیا تھا۔ اہل سنت یہی کہتے ہیں۔

❁ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُؤْمِنْ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ .

''اہل سنت کے نزدیک ابو طالب ایمان نہیں لائے تھے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3445/8)

(سوال): ڈاڑھی منڈوانا کیسا ہے؟

(جواب): حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

❁ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ حَلْقَ اللِّحْيَةِ مِنْ بَابِ الْمُثْلَةِ؛ ...... إِنَّ ذٰلِكَ تَشَبُّهٌ بِالنَّصَارٰى فَيُكْرَهُ .

''ڈاڑھی مونڈھنا مثلہ ہے۔ ...... نیز یہ نصاریٰ سے مشابہت ہے، لہٰذا مکروہ (تحریمی) ہے۔''

(بدائع الصّنائع : 141/2)

علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ ڈاڑھی مونڈھنا یا مٹھی سے کم کاٹنا ممنوع وحرام ہے۔

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْإِسْلَامِ فَهُوَ حَقٌّ وَمَا عَدَاهُ بَاطِلٌ .

''جس مسئلہ پر علمائے اسلام کا اجماع ہو جائے، وہ حق ہے اور اس کے سوا سب باطل ہے۔''

(مِرقَاة المَفاتيح :259/1)

(سوال): کیا عذاب قبر حق ہے؟

(جواب): عذاب قبر حق ہے، اس پر قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت دلیل ہیں۔ ائمہ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔

علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَتِهٖ، وَهُوَ مُتَكَرِّرٌ مُسْتَفِيضٌ فِي الرِّوَايَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْإِيمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ، وَأَجْمَعَ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَغَيْرِهِمْ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ .

''اس حدیث میں عذاب قبر اور فتنہ قبر کا ثبوت ہے، اس کا ذکر احادیث رسول اللہ ﷺ میں تواتر کے ساتھ متعدد بار آیا ہے۔ اس پر ایمان واجب ہے۔ اس پر علمائے اہل سنت و دیگر کا اجماع ہے۔ یہ اہل حق کا مذہب ہے، معتزلہ اس کے برعکس کہتے ہیں۔''

(العُدّة في شر ح العُمدة في أحاديث الأحكام : 614/2)

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ وَقَدِ اشْتَهَرَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَبْلُغَ حَدَّ التَّوَاتُرِ وَالْإِيمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ .

''اس حدیث میں عذاب قبر کا ثبوت ہے، یہ اہل حق کا مذہب ہے، معتزلہ

عذاب قبر کونہیں مانتے۔عذاب قبر کے متعلق احادیث اس قدر مشہور ہیں کہ قریب قریب درجہ تواتر تک پہنچتی ہیں۔عذاب قبر پر ایمان واجب ہے۔''

(طرح التّثریب : 111/2)

علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ (۸۴۴ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، خِلَافًا لِبَعْضِ الْمُلْحِدِينَ.

''اس حدیث میں عذاب قبر کا ثبوت ہے، یہ اہل حق کا مذہب ہے،بعض ملحدین اس کا انکار کرتے ہیں۔''

(شرح سنن أبي داود : 335/19)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

هُوَ ثَابِتٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ كَافَّةً بِالتَّوَاتُرِ.

''عذاب قبر تمام اہل سنت والجماعت کے ہاں تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔''

(فیض الباري : 78/3، العَرف الشّذي : 349/2)

سوال: ایک وقت میں چار سے زائد بیویوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک مسلمان بیک وقت چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ایک وقت میں چار سے زائد بیویاں رکھنا حرام ہے۔قرآن وحدیث اس پر دلیل ہیں۔

❁ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (۶۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا التَّابِعِينَ أَنَّهُ جَمَعَ فِي عِصْمَتِهِ بَيْنَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمَا أُبِيحَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ فَذٰلِكَ مِنْ خُصُوصِيَّاتِهِ بِدَلِيلِ أَنَّ أَصْحَابَهُ قَدْ عَلِمُوا ذٰلِكَ وَتَحَقَّقُوهُ، فَلَوْ عَلِمُوا أَنَّ ذٰلِكَ مُسَوَّغٌ لَهُمْ لَاقْتَدَوْا بِهِ فِي ذٰلِكَ فَكَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ تِسْعٍ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَعْدِلُونَ عَنِ الْاِقْتِدَاءِ بِهِ فِي جَمِيعِ أَفْعَالِهِ وَأَحْوَالِهِ وَيُبَادِرُونَ إِلٰى ذٰلِكَ مُبَادَرَةَ مَنْ عَلِمَ أَنَّ التَّوْفِيقَ وَالْفَلَاحَ وَالْحُصُولَ عَلٰى خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فِي الْاِقْتِدَاءِ بِهِ، فَلَوْلَا أَنَّهُمْ عَلِمُوا خُصُوصِيَّتَهُ بِذٰلِكَ لَمَا امْتَنَعُوا مِنْهُ، وَمَا يَرْوِي الرَّافِضَةُ فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ أَوْ غَيْرِهِ مِنَ السَّلَفِ فَغَيْرُ مَعْرُوفٍ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَلَا مَأْخُوذٌ عَنْ أَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ الْأُمَّةِ.

''کسی صحابی یا تابعی سے منقول نہیں کہ اس نے (بیک وقت) اپنے عقد میں چار سے زائد بیویاں رکھی ہوں۔ نبی کریم ﷺ کے لیے جو اجازت تھی، وہ آپ ﷺ کا خاصہ تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے اسے آپ ﷺ کا خاصہ ہی سمجھا ہے اور یہی ثابت کیا ہے۔ اگر وہ اسے اپنے لیے جائز سمجھتے، تو ضرور اس بارے میں آپ ﷺ کی اقتدا کرتے اور بیک وقت نو بیویاں رکھتے، کیونکہ صحابہ کرام کسی عمل یا کیفیت میں نبی کریم ﷺ کی اقتدا ترک نہیں کرتے تھے، بلکہ اقتدا کرنے میں ایسے اہتمام اور جلدی کرتے تھے کہ گویا وہ جانتے ہوں کہ دنیا اور آخرت کی توفیق اور کامیابی نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں ہی ہے۔ لہٰذا اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے (چار سے زائد بیویاں رکھنا)

نبی کریم ﷺ کا خاصہ نہ سمجھتے ،تو وہ اسے ہرگز ترک نہ کرتے۔ روافض نے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اسلاف کے متعلق نقل کیا ہے، وہ اہل سنت کے ہاں غیر معروف (بے سند) ہے، نیز یہ علمائے اُمت میں سے کسی سے منقول نہیں ہے۔''

(المُفهم : 328/7)

سوال: کیا حرام مال کو بھی رزق کہتے ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ حرام مال بھی رزق ہے۔ اگر اسے رزق نہ مانیں، تو اس سے لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی ''رزاق'' ہے، نیز یہ بھی لازم آئے گا کہ کئی لوگوں کو اللہ تعالیٰ رزق نہیں دیتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے ''رزاق'' ہونے کا انکار ہے۔

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ بَيِّنٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ يُسَمّٰى رِزْقًا وَكُلَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ .

''یہ حدیث اہل سنت کی واضح دلیل ہے کہ حلال اور حرام دونوں کو رزق کہا جائے گا، نیز یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جبکہ معتزلہ اس میں اختلاف کرتے تھے۔''

(مرقاة المَفاتيح : 3321/8)

سوال: کیا حائضہ قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے؟

جواب: حائضہ قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔ جب عورت ذبح کرسکتی ہے، تو اس کا حیض ذبح میں مانع نہیں۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کریں۔

(جزء لُوَیْن : 58، وسندہٗ حسنٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

تَجُوزُ ذَكَاةُ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ، وَتَذْبَحُ الْمَرْأَةُ وَإِنْ كَانَتْ حَائِضًا، فَإِنَّ حَيْضَتَهَا لَيْسَتْ فِي يَدِهَا، وَذَكَاةُ الْمَرْأَةِ جَائِزَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَقَدْ ذَبَحَتِ امْرَأَةٌ شَاةً، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَكْلِهَا .

''مرد وزن کا ذبیحہ جائز ہے۔ ذبح کرنے والی عورت خواہ حائضہ ہی ہو، کیونکہ اس کا حیض اس کے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے، ایک عورت نے بکری ذبح کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم دیا تھا۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 234/35)

سوال: حدیث: «كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذِبْحٌ» ''ایام تشریق کے تمام دن قربانی کے ہیں۔'' بلحاظِ سند کیسی ہے؟

جواب: اس حدیث کی ساری کی ساری سندیں ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ .

''اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے۔''

(التّمهيد : 131/12)

۞ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ .

''اس کی سند میں کلام ہے۔''

(تفسير ابن رجب :160/1)

❁ یہ روایت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(مسند البزار [كشف الأستار : 1126]، الكامل لابن عدي : 269/3، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 295/9)

سند منقطع اور ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن ابی حسین کا جبیر بن مطعم سے سماع ولقا نہیں۔

۞ امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِبْنُ أَبِي حُسَيْنٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ .

''ابن ابی حسین کا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے سماع ولقا نہیں۔''

(مسند البزّار : 3444)

② عبدالرحمٰن بن ابی حسین نوفلی ''مجہول الحال'' ہے، صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: (۱۰۹/۵)'' میں ذکر کیا ہے۔

❁ اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 82/4، السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 239/5، 295/9)

سند ضعیف ومنقطع ہے۔سلیمان بن موسیٰ اشدق نے سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس پر اہل علم کا اتفاق ہے۔

❁ سنن دارقطنی (۴۷۵۶) میں سلیمان اشدق اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے درمیان نافع بن جبیر کا واسطہ ہے، مگر یہ غلطی ہے، اس روایت کو سلیمان اشدق عن جبیر بن مطعم سے بیان کرنا ہی درست اور محفوظ ہے، پھر یہ سند بھی ضعیف ہے۔

① سلیمان بن موسیٰ اشدق نے نافع بن جبیر سے سماع نہیں کیا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا لَحِقَ سُلَيْمَانُ نَافِعًا .

''سلیمان اشدق کی نافع سے بھی ملاقات نہیں۔''

(المُهذّب في اختصار السّنن الكبير : 1999/4)

② سوید بن عبدالعزیز کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 4/304، 5/369)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا غَيْرُ قَوِيٍّ لِأَنَّ رَاوِيهِ سُوَيْدٌ .

''یہ سند قوی نہیں ہے، کیونکہ اس کا راوی سوید (بن عبدالعزیز) ہے (جو کہ ضعیف ہے)۔''

(السّنن الكبرىٰ : 239/5)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کے مرسل ہونے کو درست قرار دیا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ : 239/5)

❁ سنن دارقطنی (۴۷۵۸) والی سند بھی ضعیف ہے۔

احمد بن عیسیٰ خشاب سخت ضعیف و مجروح ہے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ مشہور راویوں کی طرف منکر روایتیں منسوب کر کے بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں کی طرف مقلوبات منسوب کر کے بیان کرتا ہے، یہ منفرد ہو، تو نا قابل حجت ہے۔''

(كتاب المَجروحين :146/1)

❁ یہ حدیث سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے:

(الكامل لابن عدي : 400/6)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① معاویہ بن یحییٰ صدفی ''ضعیف'' ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 85/3)

② زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

❁ اس حدیث کے بارے میں امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عِنْدِي .

''میرے مطابق یہ حدیث من گھڑت ہے۔''

(عِلَل الحدیث : 493/4، ح : 1594)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''غیر محفوظ'' کہا ہے۔

(الکامل في ضعفاء الرّجال : 139/8).

(سوال): جو بچہ شکم مادر میں ہے، کیا اس کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے؟

(جواب): جو بچہ ابھی پیدا نہیں ہوا، اس کی طرف سے قربانی نہیں کی جاسکتی، کیونکہ وہ دار التکلیف میں داخل نہیں ہوا، اس کا حکم زندہ کا حکم نہیں اور قربانی کا تعلق زندہ سے ہے۔

❀ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ .

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شکم مادر میں موجود بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔''

(موطأ الإمام مالك : 487/5، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا رات کے وقت قربانی کی جاسکتی ہے؟

(جواب): رات کو قربانی کی جاسکتی ہے، کراہت یا ممانعت پر کوئی شرعی دلیل نہیں۔

(سوال): اگر امام نے بے وضو عید پڑھا دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مقتدیوں کی نماز درست ہے، البتہ امام لوٹائے گا۔

(سوال): قربانی کرنے والا بال اور ناخن کس وقت کاٹے گا؟

(جواب): عید پڑھنے کے بعد جب لوگ قربانیاں شروع کر دیں، تو وہ بال اور ناخن کاٹ سکتا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے جان بوجھ کر پہلا تشہد ترک کر دیا، پھر سجدہ سہو بھی نہ کیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اس کی نماز درست نہیں۔ اگر بھول کر پہلا تشہد ترک کیا، تو سجدہ سہو سے کمی پوری ہو جائے گی۔

(سوال): قربانی کا افضل دن کون سا ہے؟

(جواب): قربانی کا افضل دن دس ذوالحجہ ہے، اسے یوم النحر کہتے ہیں، لہٰذا یہ قربانی کا منصوص دن ہے۔

(سوال): کیا ساتویں دن سے پہلے بچے کا ختنہ کرنا جائز ہے؟

(جواب): بہتر یہی ہے کہ ساتویں دن ختنہ کیا جائے، اگر پہلے کر لیا، تو کوئی حرج نہیں۔ اس میں طبی ماہرین کی رائے کا اعتبار ہوگا۔

(سوال): کیا ختنہ کے لیے کوئی مدت مقرر ہے کہ اس میں ہی ختنہ کرایا جائے، اس کے بعد ختنہ نہ کرایا جائے؟

(جواب): شریعت میں ختنہ کے لیے کوئی عمر مختص نہیں کہ اس کے بعد ختنہ جائز نہ ہو۔ البتہ چھوٹی عمر میں ختنہ زیادہ بہتر ہے اور بچے کے لیے کم تکلیف کا باعث ہے۔

(سوال): بچہ پیدائش کے ایک ماہ بعد فوت ہو گیا، اس کا ابھی ختنہ نہیں ہوا تھا، بچے کے والد نے مرنے کے بعد اس کا ختنہ کرایا، پھر دفن کیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ بچے پر ظلم اور جہالت ہے، اکرام انسانی کے خلاف ہے۔ ختنہ مستحب مؤکد سنت ہے، مگر یہ زندوں کے لیے ہے، جب بچہ فوت ہو گیا، تو اس کے لیے ختنہ مشروع ہی نہ رہا۔ جس نے یہ عمل کیا ہے، وہ توبہ کرے اور آئندہ ایسا ہرگز مت کرے۔

(سوال): ایک بچہ پیدا ہوا، تو وہ مختون تھا، اس کے ختنہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ایسا ممکن ہے کہ بچہ پیدائشی طور پر ہی مختون ہو، تو اس صورت میں ختنہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ انبیا کا خاصہ ہے، مگر یہ بات درست نہیں۔

(سوال): عید سے پہلے اسپیکر پر باری باری تکبیرات پڑھی جاتی ہیں، بعض جگہوں پر اجتماعی تکبیرات پڑھی جاتی ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

(جواب): درست ہے۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهٖ بِمَنًى، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ، فَيَسْمَعُهٗ أَهْلُ السُّوقِ فَيُكَبِّرُونَ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَاحِدًا .

''آپ رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (بآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، تو بازار والے سن لیتے، وہ بھی تکبیرات کہنے لگتے، یوں منیٰ ایک ساتھ تکبیر سے گونج اُٹھتا۔''

(السنن الکبریٰ للبیھقي : 6267، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ خَلْفَ الصَّلَوَاتِ، وَعَلٰى فِرَاشِهٖ، وَفِي فُسْطَاطِهٖ، وَفِي مَمْشَائِهٖ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا .

''آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں (ایام تشریق) میں منی کے اندر فرض نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمے میں اور چلتے پھرتے تکبیرات کہتے تھے۔''

(الأوسط لابن المُنذر : 299/4، وسندہٗ حسنٌ)

❀ **مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَخْرُجَانِ أَيَّامَ الْعَشْرِ إِلَى السُّوقِ، فَيُكَبِّرَانِ، فَيُكَبِّرُ النَّاسُ مَعَهُمَا، لَا يَأْتِيَانِ السُّوقَ إِلَّا لِذٰلِكَ.

''سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم عشرہ ذوالحجہ میں بازار کو نکلتے، تکبیرات پڑھتے، لوگ بھی آپ دونوں کے ساتھ تکبیرات کہتے، آپ بازار صرف اسی مقصد کے لیے جاتے تھے۔''

(الشافي لأبي بكر عبد العزيز بن جعفر، وكتاب العيدين لأبي بكر المروزي القاضي [كما في فتح الباري لابن رجب : ٨/٩]، أخبار مكة للفاكهي : 1704، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: ایک شخص بیرون ملک کام کرتا ہے، اس نے پاکستان میں قربانی کرنے کا ارادہ کیا ہے، آیا جس دن اس ملک میں عید ہوگی، اسی دن اس کی طرف سے قربانی کی جائے گی یا پاکستان کے مطابق قربانی کی جائے گی؟

جواب: جس دن پاکستان میں عیدالاضحیٰ ہوگی، اسی دن قربانی کی جائے گی، جہاں قربانی ہو، وہاں کی رؤیت کا اعتبار ہوگا۔

سوال: دُم کٹے جانور کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی درست ہے۔ یہ قربانی میں ممنوعہ عیوب میں سے نہیں۔

سوال: جس جانور کا ایک ہی خصیہ ہے، اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی درست ہے، یہ قربانی میں مانع عیب نہیں۔

سوال: جس کی طرف سے قربانی کی جائے، کیا اسے بتانا ضروری ہے؟

(جواب): بتانا ضروری نہیں۔اس کی نیت سے قربانی کر دیں۔

(سوال): کیا گائے کے ایک حصے سے تمام گھر والوں کی طرف سے قربانی ہو جاتی ہے؟

(جواب): گائے کے ایک حصے سے تمام گھر والوں کی طرف سے قربانی نہیں ہوتی۔ ایک حصے میں ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی ہوگی، البتہ بکری کے بارے میں نص ہے کہ ایک بکری تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔

(سوال): جس کی طرف سے قربانی کی جائے، کیا اس کو ذبح کے وقت موجود ہونا ضروری ہے؟

(جواب): ضروری نہیں۔

(سوال): قربانی کے گوشت کی تقسیم کیسے کی جائے؟

(جواب): قربانی کے گوشت میں بہتر یہ ہے کہ تین حصے کر لیے جائیں۔ایک حصہ گھر کے لیے، دوسرا قریبی رشتہ داروں کے لیے اور تیسرا حصہ فقرا ومساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔یاد رہے کہ گوشت کی تقسیم میں اختیار ہے، جیسے چاہیں تصرف کریں۔

(سوال): کیا گائے میں سات سے کم حصے ہو سکتے ہیں؟

(جواب): گائے میں زیادہ سے زیادہ سات حصے دار شامل ہو سکتے ہیں۔اس سے کم کی کوئی قید نہیں، دو، تین یا چار بندے مل کر ایک گائے ذبح کر سکتے ہیں۔گائے کو سات حصوں میں تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

(سوال): کیا قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔اس پر کئی احادیث دلیل ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ، فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

''ہم (قربانی کے) پائے رکھ لیتے تھے، پھر انہیں پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 5423)

(سوال): کیا اوجھری حلال ہے؟

(جواب): اوجھری حلال ہے۔ اسے مکروہ کہنا درست نہیں۔ اسلاف اُمت میں سے کسی نے اسے مکروہ نہیں کہا۔ بعض کہتے ہیں کہ اوجھری محل نجس ہے، اس لیے مکروہ ہے، یہ بنیاد درست نہیں، کیونکہ حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر پاک ہے، جب پاک ہے، تو اوجھری محل نجس نہ ہوئی، لہٰذا بلا کراہت حلال ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدِّثْنَا مِنْ شَأْنِ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ عُمَرُ : خَرَجْنَا إِلٰى تَبُوكَ فِي قَيْظٍ شَدِيدٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا أَصَابَنَا فِيهِ عَطِشٌ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّ رِقَابَنَا سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى أَنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَذْهَبُ يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَظُنَّ أَنَّ رَقَبَتَهُ سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ يَنْحَرُ بَعِيرَهُ فَيَعْصِرُ فَرْثَهُ فَيَشْرَبُهُ وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ عَلٰى كَبِدِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَوَّدَكَ فِي الدُّعَاءِ خَيْرًا فَادْعُ لَنَا، فَقَالَ : أَتُحِبُّ ذٰلِكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، فَرَفَعَ يَدَيهُ فَلَمْ يُرْجِعْهُمَا حَتّٰى قَالَتِ السَّمَاءُ فَأَظْلَمَتْ، ثُمَّ سَكَبَتْ فَمَلَؤُوا مَا مَعَهُمْ، ثُمَّ ذَهَبْنَا

نَنْظُرُ فَلَمْ نَجِدْهَا جَازَتِ الْعَسْكَرَ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ہمیں ساعتِ عسرہ (غزوہ تبوک کے مشکل وقت) کے متعلق کچھ بیان کریں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ہمیں اتنی سخت پیاس لگی تھی کہ ہلاکت کا خوف لاحق ہونے لگا، یہاں تک کہ ہمارا آدمی پانی کی تلاش میں نکلتا، مگر خالی ہاتھ واپس لوٹ آتا، اسے بھی گمان گزرتا کہ ابھی اس کا سانس رک جائے گا۔ بالآخر ایک شخص نے اپنا اونٹ ذبح کیا، اس کی اوجھری نچوڑی اور اس سے نکلنے والا پانی پی لیا، اس کا بقیہ حصہ اپنے جگر پر رکھ لیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو دعا کا بہترین بدلہ دیتا ہے، آپ اللہ سے دعا فرمائیے! فرمایا: کیا آپ یہ چاہتے ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل گرجنے لگے، گھٹائیں چھا گئیں اور خوب برسیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برتن بھر لیے۔ ہم نے غور کیا، تو معلوم ہوا کہ یہ بارش ہمارے لشکر پر ہی برسی۔''

(صحيح ابن خزيمة :101، صحيح ابن حبان : 1383، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۵٦٦) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

محدثین کرام نے اس حدیث سے حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے پر دلیل پکڑی ہے۔ بہت ساری احادیث اس مؤقف کی مؤید ہیں۔